اسلام میں تقدیس عمل کا تحقیقی مطالعہ

Islam and The Dignity of Work: ACritical Analysis

محمد واحد اللہ ایوب الازہری[i]   ڈاکٹر محمد ریاض خان الازہری[ii]

Abstrct:

In Islam a laborer deserves to be respected because he earns his livelihood by his sweat. The Prophet (PBUH) and His companions set the examples in this regard as they established the dignity of labor. The Holy Prophet (S.A.) himself worked for Khadija for several years. He also participated in the construction of the Mosque at Madina. In journeys, the Holy Prophet insisted to share in all the works. He never considered any lawful work as beneath his dignity.

The 'King' of Arabia, and in fact of the entire universe, he would kindle a fire, sweep the floor, milk goats, patch his clothes, mend his shoes and help in household chores. Once when Jabir (R.A.) shook hands with him, He noted some scars and roughness on his palm. He enquired about it. Jabir explained that he was a farrier (one who makes and fits horseshoes). Listening to this, the Prophet kissed his hand. As for as His teachings in this regard are concerned He ordered His followers that they must be kind to their servants. The Holy Prophet (PBUH) said: "Your brothers are your servants whom ALLAH has made your subordinate, he should give them to eat for what he himself eats and wear for what he himself wears and do not put on them burden of any labour which may exhaust them''.

His companions also did so many different works themselves and set an example for their followers. In this article the dignity of work has been highlighted and focused on in the light of Holy Quran and teaching of the Holy Prophet (PBUH).

Keywords: *Laborer ,Dignity, Prophet, Teachings, Companions*

تمہید:

محنت ومشقت کے ساتھ انسان کا واسطہ اُس وقت سے ہے جب سے اس نے آسمان کی بلندیوں سے اتر کر زمین کی وسعتوں کو اپنا عارضی مسکن بنایا ہے۔ زمین پر انسان کا بھیجنا اس لئے بھی تھا کہ یہاں رہ کر محنت ومشقت پر مبنی زندگی کے چند روز گزارے اور دوبارہ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے سعی کرے جہاں اُسے کسی چیز کے حصول کے لئے کسی قسم کی محنت کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ[1]"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ[2]"

[i] لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، نمل، اسلام آباد

[ii] اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ ومطالعہ مذاہب، جامعہ ہزارہ

حضرت آدم علیہ السلام کو جب جنت میں داخل ہونے کی اجازت ملی تو بطور تنبیہ آپ کو کہا گیا کہ خبر دار شیطان تمہیں یہاں سے نکال باہر نہ کردے کیونکہ یقینا تمہیں یہاں سے مشقتوں والی جگہ میں جانا ہوگا۔ارشاد ہوا:

" فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى "[3]

اور جنت میں قیام کے حوالے سے فرمایا کہ یہاں آپ کو جو آسانیاں میسر ہوں گی اُن میں بنیادی طور پر یہ چیزیں شامل ہیں:

" إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَى "[4]

یہ آدم علیہ السلام کو سمجھانا مقصود تھا کہ یہاں سے نکل کر مشقتوں والی جگہ کو منتقل ہونا ہے اور یہاں رہنا ہے تو عیش وعشرت کی زندگی گزارو گے۔اب مرضی آپ کی کہ وقتی لذت کے بدلے میں عمر بھر کی محنت قبول ہے یا وقتی طور پر نفس کا نہ مان کر ہمیشہ کے لئے عیش وعشرت کی زندگی چاہیے۔ بہر حال شیطان کے وسوسے سے دھوکا کھا کر آدم علیہ السلام کو جنت کی زندگی کو خیر باد کہنا پڑا۔ یہاں آکر انسان کو ہر دو جہاں کی آبادی کے لئے محنت کرنا پڑی۔ دنیا کو آباد کرنا اور اس طرح آخرت کو آباد کرنا۔ خدا نے جہاں انسان کے اندر دنیا میں زندگی گزارنے کے لئے اور جذبے رکھے تھے وہاں اس میں محنت کا جذبہ بھی رکھا تھا اور اسی میں اس انسان کی عظمت مضمر تھی, بشرط یہ کہ دنیا کی محنت ضرورت کے درجہ میں اور آخرت کی محنت مقصد کے درجہ میں ہو۔

انسان کے اسی جذبہ محنت نے زمین کے صحراؤں میں یہ باغ وبہار، یہ حسن ورعنائی یہ صباحت وملاحت اور حسن ترتیب وحسن تنظیم پیدا کی ہے۔اسی محنت ومشقت کے جذبے کی بنیاد پر انسان نے تسخیر کائنات کی کٹھن اور مشکل راہوں کو طے کیا۔ صحراؤں کو گلستان بنایا، بیابانوں کو آباد کیا، دریاؤں اور طوفان کے رخ موڑ دیئے، کہکشاؤں پہ کمند ڈال دیئے، کائنات کی مخفی قوتوں اور پوشیدہ خزانوں کو آشکارا کیا اور زندگی کو پہلے کے مقابلے میں زیادہ آسان بنادیا۔

محنت کا لغوی مفہوم:

مختلف کتب لغات نے محنت کا مفہوم یوں بیان کیا ہے:

i. علمی اردو لغت (جامع): "محنت، مشقت، لیاقت، کوشش، سرگرمی، تندہی، جانفشانی، کام کی اجرت مزدوری، روزینہ "[5]۔

محنت اگرچہ عربی زبان کا لفظ ہے مگر نہ قرآن مجید میں اس معنی میں استعمال ہوا ہے نہ حدیث نبوی میں، نہ ہی موجودہ فصیح عربی میں اس معنی میں مستعمل ہے۔قرآن وحدیث کی اصل اصطلاح "عامل" ہے۔یعنی عمل کرنے والا یا محنت کرنے والا پھر دوسرا لفظ آجر واجیر استعمال ہوتا ہے[6]۔

ii. فرہنگ تلفظ: " تکان، مشقت، مزدوری، مرکب عطفی محنت شاقہ: سخت محنت "[7]

iii. جامع اللغات اردو: " تکلیف، رنج، دکھ "[8]۔

iv. قدیم اردو لغت: " تکلیف، پریشانی، آزمائش "[9]۔

v. فرہنگ آصفیہ کے مطابق؛ "رنج، دکھ، کشت، زحمت، تکلیف، جفا، مشقت، ریاضت، جانفشانی، مزدوری، دستکاری، سعی، کوشش، تندہی، سرگرمی اجرت کار، مزدوری، دھیانگی روز، روزینہ، اجور "[10]۔

الغرض محنت ہر اُس عمل کا نام ہے جس میں انسان کو رنج، زحمت، آزمائش، پریشانی اور تندہی وغیرہ سے واسطہ پڑے۔

اصطلاحی مفہوم:

محنت سے مراد انسان کی وہ دماغی یا جسمانی کاوش ہے جس کے معاوضہ میں اسے زر یعنی روپیہ ملتا ہے۔کاشت کار،

کان کن، لوہار ترکھان، ڈرائیور، قلی، مزدور، ماہی گیر وغیرہ جسمانی محنت کرتے ہیں ڈاکٹر، پروفیسر، اکاونٹنٹ، کلرک وغیرہ ذہنی محنت کرتے ہیں اور اس کے بدلے میں ان کو معاوضہ ملتا ہے[11]۔

i. اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"محنت سے مراد انسان کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کا عمل پیدائش میں حصہ لیناہے"[12]۔

ii. ایک اور جگہ پر محنت کی تعریف یوں ہے:

"محنت سے مراد وہ انسانی عمل ہے جس کے ذریعے کوئی نئی چیز، پیداوار وجود میں آتی ہے"[13]۔

iii. محنت کی تعریف اسطرح بھی کی گئی ہے:

"محنت سے مراد وہ تمام جسمانی اور دماغی کام ہیں جو بغرض حصول معاوضہ کیے جائیں"[14]۔

غرض محنت اس کاوش اور سرگرمی کا نام ہے جس کے بدلے میں محنت کرنے والے کو کوئی فائدہ حاصل ہو جس سے وہ اپنی ضروریات کی تسکین کر سکے۔

اسلام میں محنت کا مقام:

اسلام روزی کمانے کے لئے انسان کو محنت کرنے پر ابھارتا ہے چاہے یہ محنت جسمانی ہو یا ذہنی، اور اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ انسان اس امید پر زندگی گزارے کہ خدا ہی رزاق ہے جہاں وہ اور تمام مخلوقات کو پال سکتا ہے وہاں مجھے بھی رزق دے گا۔ بلکہ رزق کا وعدہ کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انسان کو محنت کا راستہ ایک سبب کے طور پر اپنانے کی ہدایت کی ہے اگرچہ وہ بغیر محنت کے رزق دینے پر بھی قادر ہے۔ جیسا کہ وہ ہزارہا مخلوقات کو ہر آن گھڑی کھلاتا اور پلاتا ہے۔اسلام کی نظر میں یہ پسندیدہ امر ہے کہ محنت کرنے والا شخص اپنے ہر عمل کو اچھے سے اچھے انداز میں پایہ تکمیل تک پہنچائے ارشاد نبوی ہے:

"ان اللّٰه تعالٰی يُحِبُّ مِنَ الْعَامِلِ اِذَا عَمِلَ اَنْ يُحْسِنَ"[15]۔

"خدا پسند کرتا ہے کہ جب کوئی کام کرنے والا کوئی کام کرے اُسے اچھے طریقے سے پایہ تکمیل تک پہنچائے"

اور جس حدیث مبارک میں آجر کو یہ حکم ہے کہ اجیر کو اس کی اجرت اس کے پسینہ کے خشک ہونے سے پہلے دے اس میں اجیر کو بھی حکم ہے کہ کام میں تن آسانی سے کام نہ لے بلکہ پسینہ بہائے۔ارشاد نبوی ہے:

" أعطوا الأَجيرَ اَجره قَبل أن يجف عَرَقُه"[16]۔

اسلام اُن لوگوں کو جو اپنا پسینہ بہا کر اپنی روٹی حاصل کرتے ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کو ناپسند کرتا ہے جو بغیر محنت کے دوسرے کے سہارے اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ خصوصیت سے جسمانی اور معمولی محنت کے کام کرنے والوں کو جنہیں آج کی مہذب دنیا میں بھی معاشرہ میں وہ بلند مقام حاصل نہیں ہے جو دوسرے طبقوں کو حاصل ہے اسلام ان کو وہی مقام عطا کرتا ہے جو مملکت کی بڑی بڑی شخصیت کو حاصل ہے اور یہ حق ان کو محض نظری اور قانونی طور پر نہیں دیا گیا ہے بلکہ اسلام کے اصلی نمائندوں نے اپنے عمل اور اپنی سیرت سے اس کا ثبوت دیا ہے۔انبیاء کرام علیہم السلام جو اپنے اخلاق و کردار اور عزت و شرافت کے اعتبار سے پوری انسانیت کا جوہر ہیں انہوں نے خود محنت اور مزدوری کی ہے اور اپنے ہاتھوں سے اپنی روزی کمائی ہے۔

دوسروں کی بکریاں چرا کر اور گلہ بانی کر کے اپنی قوت لا یموت کا سامان کیا ہے۔ آج انبیاء کرام علیہم السلام کے ماننے والے پیشہ اور محنت اور مزدوری کو ذلیل چیز شمار کرتے ہیں مگر ہمارے نبی کریم ﷺ کی سیرت میں یہ واقعہ بھی ملتا ہے کہ وہ مزدوری کرنے والوں کے ہاتھ کے گھٹے کو خوش ہو کر بوسہ دیتے ہیں[17]۔

اسلام دین فطرت ہے اور خالق فطرت کا پسندیدہ نظام ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے محنت کی عظمت، اہمیت اور ضرورت کو جس حسین فطری انداز میں روشناس کرایا ہے وہ اپنی مثال نہیں رکھتا۔ کیونکہ محنت رونق کائنات کا باعث ہے۔ محنت منبع حیات ہے۔ محنت ترقی وتمدن کا زینہ ہے۔ محنت سے کرہ ارض پر شادابی ہے۔ محنت زمین کے خزانوں کی کنجی ہے۔ محنت تقرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ محنت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ محنت عبادت کے ستر اجزاء میں سب سے بہتر عبادت ہے۔ محنت باعث عزت وتوقیر ہے۔ محنت اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ اپنے ہاتھ کی محنت کی روزی سب سے بہتر ہے[18]۔

بہت ساری احادیث مبارکہ میں محنت کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے اور اسے خدا کے نزدیک ایک پسندیدہ عمل بتایا گیا ہے کہ انسان خود اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے اور اپنے اہل وعیال کو کھلائے۔ ارشاد نبوی ہے :

"مَا اَكَلَ اَحد طَعاما قَط خَيْرًا مِن اَنْ ياكُلَ مِن عَملِ يَده وَاَنَّ النبى داود عَليه السلام كان يَاكُلُ مِن عَمل يَده"[19]

"کسی شخص کے لیے بہترین کھانا جو وہ کھاتا ہے وہ ہے جو اس نے اپنے ہاتھ سے کمایا ہو اور بے شک اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے"

ہاتھ کی کمائی سے مراد دست کاری ہے۔ داود علیہ السلام اپنے ہاتھ سے زرہیں بناتے اور بازار میں فروخت کیا کرتے تھے۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر یوں آیا ہے :

"عَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ"[20]۔

"اور ہم نے تمہارے لئے اُن کو ایک طرح کا لباس بنانا بھی سکھا دیا تا کہ تم کو لڑائی (کے ضرر) سے بچائے پس تم کو شکر گزار ہونا چاہیے"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ"[21]۔

سب سے بہترین کمائی وہ ہے جو انسان اپنے ہاتھ سے کمائے۔

عظمتِ محنت ازروئے قرآن:

قرآن مجید میں اگرچہ مروجہ مفہوم میں محنت کا ذکر نہیں ملتا تاہم قرآنی آیات کے ذریعے سے اشاروں میں جدوجہد کا درس دیا گیا ہے۔ اور جدوجہد ہی انسانی زندگی کی ہر جزا وسزا کا اساس قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے :

" لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ "[22]۔

"اسے ملے گا وہی جو اس نے کیا اور اسے پر پڑے گا وہی جو اس نے کیا"

ایک اور مقام پر ارشاد ہے :

"كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ "[23]۔

ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے کا گرو ہے۔

ان آیات قرآنیہ میں اصولی طور پر زندگی کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے اس کی تمام تر بنیاد انسان کے اپنے عمل اور اس کی محنت پر ہے۔ محنت کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے تمام انبیاء اپنی روزی خود محنت کر کے کماتے اور راہ خدا میں خرچ کرتے چنانچہ جناب رسالت مآب مبعوث برسالت ہونے سے پہلے خود محنت کرتے تھے۔ بکریاں چراتے اور تجارت کرتے تھے۔ بلکہ مبعوث برسالت ہونے کے بعد بھی اصحاب کے برابر محنت فرماتے[24]۔

اسوہ انبیاء اور محنت قرآن مجید کی رو سے:

معاشی جدوجہد انبیاء کرام کی سنت ہے چنانچہ اس سلسلے میں قرآن پاک میں انبیاء کرام کی محنت کو بھی واضح کیا گیا ہے۔

☆۔ حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا"[25]

اور ایک کشتی ہمارے حکم سے ہمارے رُوبرُو بناؤ۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے لوہا بنانے کی صنعت سکھائی اور لوہے کو اس لیے نرم کر دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

"وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ۔أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ"[26]

"اور ہم نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا کہ کشادہ زریں بنائے اور کڑیوں کو اپنے اندازے سے جوڑو اور نیک عمل کرو"

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو وزارت کے منصب پر فائز ہونے کے لئے پیش کرتے وقت اس کے لئے مطلوب اہلیت جس سے آپ متصف تھے بھی بیان کر دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ"[27]

(یوسف نے) کہا مجھے اس ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیجئے کیونکہ میں حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور (اس سے) واقف ہوں۔

☆۔ حضرت خضر (☆) کی جسمانی محنت کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح سے ہے۔

"فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا"[28]

پھر ان دونوں (خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام) نے ایک دیوار کو دیکھا جو گرنے والی تھی پھر اس کو (حضرت خضر علیہ السلام) نے درست کر دیا اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر تم نے ایسا کرنا چاہا تو اس پر اجرت لیتا۔

☆۔ سورۃ قصص میں حضرت موسی علیہ السلام کی دس سالہ محنت کا ذکر ہے جس کے بدلے میں شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ علیہ السلام سے کروایا۔

قرآن مجید کی متعدد آیات میں واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں موجود ہر شے کو انسان کے لیے مسخر کیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو محنت کرنے کے لیے مواد کائنات کی شکل میں عطا کر دیا ہے۔ کائنات کی اشیاء سے فائدہ اٹھانے کے لیے انسان کو عقل و دانش جیسی صلاحیتوں سے نوازا ہے اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

"أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ"[29]۔

کیا تم لوگوں نے اس پر غور نہیں کیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے خدا ہی نے تمہارے تابع بنایا اور تم پر اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں پوری کر دیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

"هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ"[30]

وہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے لیے آرام کی جگہ بنایا تو اس کے اطراف وجوانب میں چلو پھرو اور اس کی روزی کھاؤ خالق کائنات نے دن کو روشن بنانے کی یہ حکمت بیان فرمائی کہ دن کی روشنی میں انسان اپنا معاش حاصل کرلے اس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

"وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُواْ فَضْلاً مِّن رَّبِّكُمْ "[31]

اور ہم نے دن کی نشانی (سورج) کو روشن بنایا تاکہ تم اپنے پرودگار کا فضل تلاش کرو۔

الغرض تمام تر اشیاء کا انسان کے واسطے مسخر ہونا اس بات کا متقاضی ہے کہ اس سے فوائد اٹھانے کے لئے محنت کا راستہ اختیار کیا جائے تاکہ اپنے متنوع اہداف کو حاصل کرتے ہوئے اپنی ضروریات کو پورا کیا جاسکے۔

عظمت محنت اور اسوہ رسول ﷺ :

اسلام نے مزدور کو وہ احترام دیا جو دنیا میں کسی بھی قوم میں انہیں حاصل نہ تھا۔ خود حضور ﷺ نے عملا اپنے اسوہ حسنہ سے عظمتِ محنت کو یوں ثابت کردیا کہ بچپن میں آپ نے بکریاں چرائے اور جوانی میں ایک مضارب کی حیثیت سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال دوسرے شہروں میں لے گئے اور رسالت کے عالی منصب پر فائز ہونے کے بعد بھی محنت ومشقت والے کاموں اپنے اصحاب کا ساتھ دیتے تھے۔آپ ہمیشہ مزدور افراد کی عزت وتکریم کیا کرتے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسروں سے مانگنے کو مذموم اور محنت مزدوری کرنے کو محمود عمل سمجھتے تھے۔ ارشاد فرمایا:

"لأن يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلَهُ فَيَأْتِيَ الْجَبَلَ فَيَجِيءَ بِحُزْمَةٍ مِنْ حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا فَيَسْتَغْنِيَ بِثَمَنِهَا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ"[32]۔

اگر تم میں سے کوئی رسی لے کر پہاڑ سے لکڑی کاٹ کر لائے اور اس کو بیچے اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس کو سوال کرنے سے محفوظ رکھے تو یہ اس کے لئے لوگوں سے مانگنے سے بہتر ہے چاہے وہ اس کو کچھ دے یا نہ دے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"فان اليدَ الْعُلْيا خَيْر مِن اليدِ السفلی"[33]۔

"کیونکہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

آپ ﷺ سے منقول وہ روایات بھی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والوں کی دعوت قبول کی تھی۔ ایک بار ایک قصاب نے آپ کو کھانے کی دعوت دی آپ ﷺ نے قبول فرمائی (۳۴) اسی طرح ایک دوسرے مقام پر ایک خیاط (درزی) نے آپ ﷺ کو کھانے پر مدعو فرمایا آپ ﷺ نے اس کی دعوت کو شرف قبولیت عطا کی اس واقعہ کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

"عن انس: ان خیاطا دعا النبی ﷺ لطعام ، فذھبتُ معه ، فجیء بمرقة فیھا دباء فجعل رسول اللّٰه یأکل من ذلک الدباء ویعجبه قال فلما رأیتُ ذلک جعلتُ القیه له ولا اطعمه قال أنس فما زلتُ بعد یُعجبنی الدباء"[34]۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ایک خیاط نے کھانے پر مدعو کیا اس موقع پر میں بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھا اس نے آپ ﷺ کے لیے روٹی اور سالن تیار کیا جس میں کدو اور گوشت تھا میں نے دیکھا آپ ﷺ پیالے میں ڈھونڈ کر کدو تناول فرما رہے ہیں تو میں کدو آپ ﷺ کے سامنے رکھتا رہا اور خود تناول نہیں کرتا رہا۔ انس رضی اللہ فرماتے ہیں اس کے بعد اب تک مجھے کدو اچھا لگتا ہے۔

ایک اور مقام پر یہ روایت بیان ہوئی ہے :

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ"[35]۔

ایک بار ایک حجام ابو طیب نے آپ ﷺ کی حجامت کی تو آپ ﷺ نے اس کو ایک صاع کھجور دینے اور اس کے اہل خانہ سے خراج میں تخفیف کا حکم دیا۔

انبیاء علیہم السلام کے مختلف پیشوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"كان داؤد زراداً ، وكان آدم عليه السلام حراثاً، وكان نوح عليه السلام نجاراً وكان ادريس خياطا وكان موسى عليه السلام راعياً"[36]۔

حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے، حضرت آدم علیہ کاشت کاری کرتے تھے، حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے، حضرت ادریس علیہ السلام درزی کا کام کرتے تھے اور حضرت موسی علیہ السلام بکریاں چراتے تھے۔

سیرت طیبہ کے ان روشن واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کی نظر میں محنت کش افراد کا مقام کس قدر بلند ہے اس طرح انبیاء کرام علیہ السلام کے پیشوں کے بارے میں حدیث میں بیان ہوا ہے۔

انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور محنت :

انبیاء علیہم السلام کے حالات وواقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں محنت، سعی اور کوشش واضح طور پر نمایاں ہے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام زمیندار تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام درزی تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام بڑھی تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام بڑھی تھے۔ حضرت ہود علیہ السلام تاجر تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام تاجر تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام زارع تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام قناص (شکار کرنے والے) تھے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام بکریاں چرانے والے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام بھی بھیڑ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت موسی علیہ السلام بھی بھیڑ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام بھی بھیڑ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام مالدار تھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام وزیر تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام زرہیں بنایا کرتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور محنت :

حضور ﷺ کی تعلیم اور عمل کو اپناتے ہوئے صحابہ کرام نے کبھی بھی محنت کرنے سے جی نہیں چرایا انہوں نے چھوٹے سے چھوٹے پیشے کو بھی اپنانے میں کوئی عار نہ سمجھی اور اپنے عمل سے امت پر یہ ثابت کر دیا کہ انسان کی عزت وذلت اس کے پیشہ میں نہیں بلکہ اس کی معاشی جدوجہد میں مضمر ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے خلیفہ وقت ہونے کے باوجود محنت

ومشقت سے کبھی جی نہ چرایا خلیفہ بننے کے بعد بھی آپ کپڑوں کی گٹھڑی اپنی پیٹھ پر لاد کر مدینہ کے گردنواح میں کپڑا بیچتے تھے۔ آپ اہل محلہ کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے۔ ہمسایوں کے مویشی چراتے اور ان کا دودھ دوھا کرتے تھے۔ حضرت عثمان تجارت کرتے تھے۔ حضرت علی نے اپنی شادی کے بعد ولیمہ کی تیاری کے لیے جنگل سے گھاس لا کر فروخت کی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف مدینہ کے بازار میں کاروبار کرتے تھے۔ حضرت ایوب انصاری ایک محنت کش تھے۔ جو کھڈی پر کپڑا بن کر کسب معاش کرتے تھے۔ حضرت صہیب رومی لوہے کا کام کرتے تھے۔ حضرت سعید مدینہ میں آہن گری کا کام کرتے تھے [37]۔

بزرگان دین اور محنت:

مسلم علما، فقہا، مفسرین، محدثین اور دیگر صاحب علم ہستیوں نے بھی محنت کو شعار بنایا اور محنت کرنے میں کبھی عار محسوس نہ کی مثلاً: امام قدوری ہانڈی بیچنے اور بنانے والے تھے۔ امام قفال تالے بنانے اور بیچنے والے تھے۔ جصاص پینٹ کا کام کرنے والے تھے۔ امام صفاد برتن فروش تھے۔ امام صیدلانی عطر فروش تھے۔ امام دقاق آٹا فروش تھے۔ امام صابونی صابن بنانے اور بیچنے والے تھے۔ امام نعالی جوتے فروش۔ امام بقالی سبزی فروش [38]۔

خلاصہ بحث:

انسان اور محنت لازم وملزوم ہیں جہاں انسان وہاں محنت اور اور جہاں محنت وہاں انسان، محنت ہی کی بدولت انسان کی قدروقیمت ہے اور شرافت وکرامت کے بلند وبالا مقام پر فائز ہے۔ انسانی زندگی سے محنت نکال دی جائے تو نہ صرف یہ کہ دنیا ویرانی کی طرف جائیگی اور اس کے آباد شہر ویران جنگل کی صورت اختیار کر جائیں گے بلکہ خود یہ انسانی زندگی بھی وبال جان بن جائیگی اور یہاں ایک فارغ اور بیکار شے کی صورت میں رہ کر انسان کی یہ چند روزہ زندگی ہزارہا سال سے زیادہ عرصے پر محیط نظر آئی گی۔ لہذا ثابت ہوا کہ محنت انسان کا شرف اور طرہ امتیاز ہے اور اسی ہی میں اس کی اصل زندگی کا راز مضمر ہے۔ جتنے وسائل انسان کو ہر آن اور ہر مکان میں میسر ہیں اتنے کسی اور مخلوق کو نہیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان محنت کے لئے پیدا کیا گیا یہ محنت دنیا کی زندگی کو آراستہ کرنے اور اسے آسان بنانے کے لئے اور یہ محنت اپنی دوسری شکل میں آخرت کو سنوارنے اور قرب خداوندی کو پانے کے لئے کی جاتی ہے۔ جس کے بغیر انسان نہ تو دنیا کا رہتا ہے اور نہ آخرت کا۔

ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیجنے سے پہلے آپ علیہ السلام کو جب جنت کا نقشہ دکھایا گیا اور اس میں داخل کر دیا گیا تو یہ بات اس کو ذہن نشین کرائی گئی تھی کہ یہاں کوئی محنت نہیں، تھکاوٹ نہیں، سب کچھ بنا بنایا دستیاب ہے اس کے برعکس مفہوم یہ تھا کہ یہاں سے باہر نکل کر دنیا میں ان سے واسطہ پڑ سکتا ہے۔ اور یہی ہوا یہاں آکر اپنی ضروریات کی تسکین کے لئے محنت کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی مگر یہ کوئی قابل مذمت امر نہیں بلکہ اس کی پذیرائی کی گئی ہے کہ انسان اپنے ہاتھ سے کما کر کھائے، پہنے اور اور اپنی دوسری ضروریات کو پورا کرے۔ انبیاء علیہم السلام اپنے دور حیات میں مختلف پیشوں سے منسلک تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی محنت کرتے ہوئے عملاً محنت کی عظمت کو ثابت کر دیا۔ صحابہ کرام بھی مختلف پیشوں سے وابستہ رہے اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ ثابت ہوا کہ محنت میں عظمت ہے اور سچ ہے کہ:

فرشتوں سے بڑھ کر ہے انسان بننا مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ اور جو قومیں بھی دن رات محنت کرتی ہیں وہ دن دگنی رات چوگنی

ترقی کرتی ہیں اور جو ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا ہوتے ہیں وہ زندگی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ جاتی ہیں۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ دنیا میں رہ کر یہاں کے لئے بقدر یہاں کی رہائش کے اور آخرت کے لئے بقدر وہاں کی رہائش کی محنت کی جائے تاکہ دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی۔ زیر نظر تحقیقی کام میں اسلام میں تقدس عمل پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ اسلام کس قدر محنت کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے اپنے پیروکاروں کو اس کی طرف آنے کی ترغیب دیتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 سورۃ حم السجدۃ:۳۱

2 سورۃ الزخرف:۱۷

3 سورۃ طہ:۱۱۷

4 أیضا: ۱۱۸، ۱۱۹

5 سرہندی، وارث، علمی اردو لغت جامع، علمی کتب خانہ لاہور، ۱۹۸۷، ص: ۱۳۵۶

6 احمد اسرار، ڈاکٹر، اسلام کا معاشی نظام اور اسلامی ریاست کا نظام محاصل، مکتب مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، ستمبر ۱۹۸۵ء، ص: ۳۶

7 حقی شان الحق، فرہنگ تلفظ، اسلام آباد مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء، ص: ۸۴۸

8 جامع اللغات اردو، ج۲، ص: ۴۳۵

9 جالبی، جمیل ڈاکٹر، قدیم اردو کی لغت، اردو بورڈ لاہور سن ندارہ، ص: ۲۵۲

10 دہلوی، سید احمد مولوی، فرہنگ آصفیہ جلد چہارم، اردو بازار لاہور، ۱۹۰۱ء، ص: ۲۰۸

11 غفاری، نور محمد، اسلام کا معاشی نظام، دیال سنگھ ٹرسٹ، لاہور، دسمبر ۱۹۹۶ء، ص: ۱۹۵۔۔ علاءالدین علی بن حسام الدین المتقی الہندی، کنزالعمال فی سنن الأقوال، قسم الأقوال، ج: ۳، ص: ۹۰۷

12 اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، ج۱/ ۱۴، ص: ۴۲۵

13 عثمانی، تقی محمد جسٹس مفتی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، ادارہ المعارف، کراچی ۱۹۹۶ء، ص: ۴۵

14 برقی الیاس محمد، اصول معاشیات، رکن جامعہ عثمانیہ، ۱۹۳۵، ص: ۷۶

15 علاءالدین علی بن حسام الدین المتقی الہندی، کنزالعمال فی سنن الأقوال، قسم الأقوال، ج: ۳، ص: ۹۰۷

16 أیضاً

17 ندوی، مجیب اللہ مولانا، اسلامی قانون محنت واجرت، لاہور دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، جون ۱۹۸۹ء، ص: ۱۳۶

18 نجفی محسن علی، محنت کا اسلامی تصور، جامعۃ اہل البیت، ۱۹۸۳ء، ص: ۶، ۷

19 امام بخاری، صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، ج: ۲، ص: ۷۳۰، حدیث نمبر: ۱۹۶۶

20 سورۃ الأنبیاء: ۸۰

21 امام نسائی، سنن نسائی، کتاب البیوع، باب الحث فی الکسب حدیث نمبر: ۳۵۴۴

22 سورۃ البقرۃ: ۸٦

23 سورۃ المدثر: ۳۸

24 نجفی، محسن علی، محنت کا اسلامی تصور، ص: ۲۹

25 سورۃ ہود: ۳۷

26 سورۃ السبا: ۱۰،۱۱

27 سورۃ یوسف: ۵۵

☆ قرآن کی سورۃ الکہف میں خدا کے ایک بندے کا قصہ بیان ہوا ہے مفسرین کی کثرت رائے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد خضر علیہ السلام ہے۔ اردو انسائیکلوپیڈیا، ص: ۴۴۸

28 سورۃ الکہف: ۷۸

29 سورۃ لقمان: ۲۰

30 سورۃ الملک: ۱۵

31 سورۃ الاسراء: ۱۲

32 الامام احمد بن حنبل، مسند الامام احمد، ج: ۳، ص: ۴۳

33 امام ترمذی، سنن الترمذی، باب النہی عن المسأئۃ، ج: ۳، ص: ٦۴

34 صحیح مسلم، ج: ۳، ص: ۱٦۱۵

35 ابوداؤد، سنن ابی داؤد، باب فی کسب الحجام، ج: ۳، ص: ۲۷۹

36 ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب (۱۵) کسب الرجل وعمل بیدہ، حدیث نمبر: ۲۰۷۴، قولہ یاکل من عمل یدہ، ص ۲۸۱۴

37 القادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، اقتصادیات اسلام، منہاج القرآن پبلی کیشنز، مارچ ۲۰۰۷ء، ص: ۱۹،۲۰،۲۷

38 غفاری، نور محمد، اسلام کا معاشی نظام، لاہور دیال، ۱۹٦۹ء، ص: ۴۰۴،۴۰۵